اردو ادب میں فیمنزم اور فہمیدہ ریاض (ایک مطالعہ)

ڈاکٹر صوفیہ یوسف

ABSTRACT:

Fehmida Riaz is a famous Urdu Poetess, Fiction writer and feminist. She develop a bold image of Women in Urdu Literature. This paper discussed feminism in Urdu Literature and the role of Fehmida Riaz. How she strengthened the voice, image and highlighted the role of women.

اردو ادب میں فیمنزم کے ابتدائی نقوش کی تلاش سے پہلے مختصراً فیمنزم کیوں اور کیا؟ جیسے سوالات کو اگر سلجھایا جائے تو پس منظر و پیش منظر واضح ہوجائیں گے۔ فیمنزم کو اس حوالے سے دیکھیں کہ یہ ان مختلف سماجی نظریات، سیاسی تحاریک اور اخلاقی فلسفوں سے حاصل ہونے والے تجربات و مشاہدات کا مجموعہ ہے جو انسانی معاشرے کے ارتقا سے خواتین نے اخذ کیے تو فیمنزم اور اس کے محرکات کو زیادہ بہتر طور پر سمجھا اور سمجھایا جا سکے گا۔ انسانی تہذیب و ثقافتی اقدار کی ترقی میں مرد و زن مساوی شریک کار رہے لیکن انسانی تاریخ پر نظر ڈالنے سے محسوس ہوتا ہے کہ انسان کی اس تہذیبی ترقی کا سہرا صرف اور صرف مرد ذات کے سر ہے۔ اس جنس یعنی مرد کو اس ترقی (شعوری و جسمانی) میں یکتائی حاصل ہے۔ خواتین نے مشاہدہ کیا کہ ان کا کام یا Contribution کو غیر اہم قرار دیتے ہوئے تاریخ کے اوراق میں جگہ نہیں دی گئی۔ مجموعی طور پر پدرسری معاشرے کے اس رویے، بنیادی انسانی حقوق کے حصول اور معاشرے میں اپنے کردار و شراکت کو نظر انداز کیے جانے کے خلاف خواتین نے جدوجہد کا آغاز کیا جسے فیمنزم کا نام دیا گیا اس طرح فیمنزم کی بامعنی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ:۔

> Feminism is a philosophy in which women and their contributions are valued. It is based on Social, Political and Economical equality for women and men who wish the world to be equal without biases against gender. (1)

مختلف معاشروں کی سماجی و ثقافتی قدار کے مطابق فیمنزم اپنے مقاصد متعین کرتی ہے لیکن بنیادی مقصد ایک ہی ہے کہ معاشرے میں خواتین کی آزادی و مساوی حقوق کے لئے جدوجہد کرنا۔''لفظ آزادی'' اور'' مساوی حقوق'' کو بھی مختلف ثقافتی و مذہبی معنوں میں ڈھال کر تحریک کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی رہیں ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں آزادی اور مساوی حقوق کو قبائلی روایات اور مذہب کے حوالے سے واضح کرتے ہوئے فیمنزم کو مغرب زدگی کا نام دے کر مسترد کیا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں خواتین کی حیثیت اوران کے مسائل مزید پیچیدہ ہوگئے ہیں۔

اس حوالے سے اگر اردو ادب پر طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو بیش تر مرد ادبا وشعرا کے ادب پاروں میں عورت ایک خوب صورت، بے جان چیز کے طور پر صرف اس لیے موجود ہے کہ وہ مرد کی خوشی کا باعث بن سکے۔جس کی اپنی کوئی سوچ وفکر، پسند ناپسند اور ضرورت نہیں اس کے لیے یہ ہی بہت ہے کہ وہ یا تو وفا شعار اور نیک بی بی ہو جو گھر کی چاردیواری میں قید رہنے پر نازاں رہے۔ یا پھر بالا خانے سجائے۔ جہاں تک خواتین قلم کاروں کا تعلق ہے تو لطف النساء امتیاز(1797ء میں ان کا دیوان مرتب ہوا) ☆کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ ہیں ۔لیکن ان کے تخلص ''امتیاز'' کی وجہ سے انھیں ایک عرصے تک مرد شاعر سمجھا جاتا رہا۔

مردانہ قلمی نام صرف اردو ادب میں ہی خواتین استعمال نہیں کرتیں تھیں بلکہ یورپ میں بھی انیسویں صدی تک خواتین اپنی تخلیقات مردانہ قلمی ناموں سے شائع کرتی تھیں ۔ وکٹورین عہد کی ایک اہم ناول نگار (Mary Ann Evans (1819-1880 جارج ایلیٹ کے قلمی نام سے لکھتی تھیں ۔اس عہد میں عمومی طور پر خواتین قلم کار رومانوی رجحان کی طرف مائل تھیں۔ جبکہ جارج ایلیٹ اپنی تحریروں میں حقیقت پسندی اور انسانی نفسیات کو موضوع بناتی ہیں۔ وہ مردانہ قلمی نام اختیار کرنے کی وجہ یہ بیان کرتیں ہیں کہ:۔

I want to ensure that my work is taken seriously and not
As merely a writer of romances. (2)

معاشرتی رویوں کے خلاف ایلیٹ ☆ کے اس غیر محسوس احتجاج کے پس پردہ ایک ہی خواہش کارفرما ہے کہ خواتین کی کاوشوں اور تخلیقات کو صرف اس لیے ایک طرف نہ کردیا جائے کہ یہ ایک عورت کی تحریر ہے بلکہ ان تحریروں کی خوبیوں اور خامیوں کا تجزیہ غیر جانب دار ہوکر کیا جائے۔

برصغیر کی خواتین بھی معاشرتی اقدار اور اسی طرح کی مردانہ ذہنیت کی وجہ سے اپنی تحریروں میں مردانہ لب و لہجہ اپناتی تھیں ۔ مہ لقاچندا (وفات 1823ء) اردو کی پہلی شاعرہ ہیں کہ جنھوں نے اپنی شاعری میں نسوانی احساسات کا نسوانی لب ولہجہ میں اظہار کیا بے تکلفی و بے ساختگی ان کے کلام کی خاص خوبی ہے۔

بیسوی صدی انقلابات وتبدیلیوں کی صدی تھی ان تبدیلیوں نے برصغیر کو بھی متاثر کیا۔ اصلاح معاشرہ اور قومی بیداری کی تحریک نے مسلم اشرافیہ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔علی گڑھ تحریک گو کہ ابتدا میں مسلمان مردوں کی تعلیم وتربیت کو اپنا ہدف قرار دے رہی تھی لیکن بالواسطہ طور پر اس تحریک نے مسلم خواتین کو بھی آگہی عطا کی جس کی

بنا پر مسلم خواتین اپنے لیے بنیادی انسانی حقوق اور جدید تعلیم کے حصول کے لیے سرگرم ہوگئیں۔خواتین کے ادبی رسائل کی اشاعت نے ان کے لیے تخلیقی اظہار کے دریچے واہ کردیئے ان رسائل کے ذریعے ادب کی ہر صنف پر خواتین نے قلم اٹھایا ان کی یہ تحریریں اردو ادب کا ایسا سرمایہ ہیں جسے کسی طور پر نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔(شاہ جہاں بیگم، رضیہ خاتون، امراؤ بیگم، شمس النسا بیگم، رابعہ پنہاہ، بلقیس جمال وغیرہ)۔

اس عہد کی ایک اہم شاعرہ زاہدہ خاتون شروانیہ (1894-1922) ہیں۔ جو زخ ش کے قلمی نام سے لکھتی تھیں۔انھوں نے نہ صرف ہندوستانی عورت بلکہ ہراس طبقے کے حق میں آواز بلند کی جس کا استحصال ہورہا تھا۔ ز خ ش تحریک نسواں اور خواتین کی تعلیم کے حوالے سے ہندوستانی مردوں کے خدشات کو یوں بیان کرتی ہیں:۔

ان کو رہ رہ کے ستاتا ہے یہ بے اصل خیال
گھر میں پڑھ لکھ کے خواتین کا رکنا ہے محال
کہیں اُٹھے نہ مساوات کا غم خیز خیال
کہیں ہوجائے نہ مردوں کی حکومت کا زوال
ہائے ان خود غرضوں کو اتنی بھی خبر نہیں
زوجہ جاہلہ ہے آفت جانِ شوہر (۳)

یہ مجموعی طور پر برصغیر کے معاشرتی Mindset کی ایسی تصویر ہے جو معمولی سے کمی پیشی (مثبت ومنفی) کے ساتھ آج بھی جوں کی توں ہے۔

تحریکِ آزادی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی خواتین ونگ نے مردوں کے شانہ بہ شانہ جدوجہد کی لیکن قیام پاکستان کے بعد وہ ترقی پسندانہ سوچ موقوف ہوتی چلی گئی۔اور پاکستانی معاشرے میں تنگ نظری، شدت پسندی اور عدم برداشت کی جڑیں مضبوط تر ہوئیں۔اس سوچ کا براہ راست نقصان خواتین کا برداشت کرنا پڑا نتیجتاً آج بھی خواتین کے حق میں کی جانے والی قانون سازی اختلافات کی نظر ہوجاتی ہے۔پاکستان کے ادبی منظرنامے 'اداجعفری، فہمیدہ ریاض، پروین شاکر، کشور ناہید، زہرہ نگاہ، پروین فنا سید، نسرین انجم بھٹی، شبنم شکیل، فاطمہ حسن' وغیرہ ایسی شاعرات ہیں جنھوں نے ہرطرح کے نامساعد حالات میں نسائی حسیت کی ترجمانی کی۔ان شاعرات نے نہ صرف خواتین کے حقوق بلکہ معاشرے میں ہونے والی ہرطرح کی ناانصافی اور آمریت اور شدت پسندی کے خلاف آواز بلند کی۔

فہمیدہ ریاض (1946ء) اُردو ادب کی ایک ایسی منفرد تخلیق کار ہیں جن کی شاعری میں عورت اپنے احساسات ومحسوسات کو تذکیر کے صیغے میں نہیں چھپاتی۔ انھوں نے اردو شاعری کو نسائیت کے بھرپور اظہار سے متعارف کیا۔ وہ فیمنزم کو اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:

''میں نے جب بھی فیمنزم کی اصطلاح کو استعمال کیا ہے یا کہا ہے کہ میں فیمنسٹ'' ہوں تو ہر بار میرے ذہن میں اس کا یہی مطلب رہا ہے کہ عورت کے مکمل انسانی وجود کو تسلیم کیا جائے۔اور

اس کے کسی بھی پہلو کو کچل کر نابود کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔(۴)

ان کا پہلا مجموعہ **پتھر کی زبان** 1967ء میں شائع ہوا مجموعے کا نام ہی عورت کی کہانی بیان کرتا ہے۔ ایک جواں سال لڑکی کے مشاہدے اور ماحول کو فہمیدہ ریاض نے بڑی خوبی اور سچائی سے بیان کیا ہے وہ تمام قد غنیں جو تہذیبی و ثقافتی روایات کے نام پر ہمارے سماج میں لڑکیوں پر عائد کی جاتی ہیں اور بچپن سے ہی ان کے ذہن میں سمودی جاتی ہیں۔ ان قدغنوں کو ایک لڑکی کس طرح محسوس کرتی ہے اور اس دائرے کے اندر رہتے ہوئے اپنے احساسات کا اظہار کس طرح کرتی ہے۔ **پتھر کی زبان** کی شاعری ان محسوسات کو الفاظ دیتی ہیں:

ٹپ ٹپ بوندیں، بے کل خواہش
ساون رُت چھائی ہے ہرسو
آم کے پیڑوں سے آتی ہے
کوئل کی آوارہ کُوکُو
لہر لہر بے چین ہے ساگر
ساحل پیا سا ذرہ ذرہ
گھونگھٹ میں تڑپی چنگاری

بھٹکی باتیں، بہکی دھڑکن
سرگوشی میں اُلجھی سسکی
ڈھلک گئے شانے پر آنسو (۵)

فہمیدہ ریاض کے دوسرے مجموعے **بدن دریدہ** (1973ء) کی اشاعت نے پاکستان کی ادبی دنیا میں ہلچل مچادی۔ اس مجموعے میں ان کا لہجہ نہ صرف چونکا دینے والا ہے بلکہ وہ عورت کی ایک ایسی تصویر پیش کرتی ہیں جس میں شعور زیست کا احساس نمایاں ہے:۔

مجھے ایسا لگتا ہے
تاریکیوں کے لرزتے ہوئے پُل کو
میں پار کرتی جارہی ہوں
یہ پُل ختم ہونے کو ہے
اور اب
اس کے آگے
کہیں روشنی ہے (٦)

فہمیدہ ریاض کی شاعری میں وجودِزن کے خدوخال اُجاگر ہوتے ہیں ۔عورت کس طرح اپنی ذہنی کیفیت کو الفاظ میں ڈھالتی ہے ایک نظم کے چندمصرے پیش ہیں:۔

میں تو مٹی کی مورت ہوں
کیا ہوااگر اس مورت میں
بہتا ہے لہو کا ایک دریا
اور دریا میں طغیانی ہے
وہ تیری یاد کا چاند چڑھا
بڑھ بڑھ کر لہریں آتی ہیں
ساحل سے ٹکرا جاتی ہیں
ان اٹھتی گرتی لہروں سے
کیا پھل پائے گا بدن میرا
میں تو مٹی کی مورت ہوں
گھٹتا جائے گا بدن میرا (۷)

فہمیدہ ریاض کی فکر مسلسل ارتقا پذیر ہے۔ان کے تیسرے مجموعے **دھوپ** میں ان کا موضوعاتی دائرہ وسیع تر ہوجاتا ہے اور یہ تبدیلی گہرے مشاہدے اور فکری تجربے کی غماز ہے۔ اس مجموعے میں وہ ہند اسلامی تہذیبی امتزاج سے تشکیل پانے اولی شیریں زبان کو فنی اظہاراور تخلیقی دوام کے لیے استعمال کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں ایک گرہستن کی دلاویز تصویر کشی کرتی ہیں:

سنگیت کے دائر بناتی ہوئی چال
آنگن سے رسوئی کی طرف جاتی ہوئی
اک ہاتھ دھرے کمر کی گولائی میں
چٹکی میں سارا کام نمٹاتی ہوئی
گھر کے بیوہار میں سویرے سے لگی
چہرے پرتھکاوٹ کا کہیں نام نہیں
گدارتے بدن میں ہے جوانی کا تناؤ
پربت بھی کاٹ دے تو کچھ کام نہیں
ہنستا بالک ہری بھری گودی میں
سکھ چین سہاگ کے سبھاؤ میں رچا
ہونٹوں پہ چٹکتے ہیں رسیلے بوسے

سب تن سے چھلکتی ہوئی جیون مدرا (۸)

فہمیدہ ریاض کی شاعری ایک جیتی جاگتی عورت کی شاعری ہے جو عورت کے جذبات و احساسات کو بیان کرتے وقت کسی پابندی کو خاطر میں نہیں لاتی یہی وجہ ہے کہ ان کی بعض نظموں پر انھیں باغی عورت قرار دیا گیا۔ فہمیدہ ریاض نے نسوانی جذبوں کا بے باکانہ اظہار کیا ہے جس کی نظیر ان سے پہلے اردو شاعری میں نہیں ملتی ان کے اس شعری اسلوب نے اردو شاعری کو نئی جہت عطا کی۔ ان کے کلام میں عرفانِ ذات اور کربِ ذات کا پتہ ملتا ہے فہمیدہ ریاض نے اُن موضوعات پر بھی قلم اٹھایا جو بہت تلخ ہیں وہ عورت کو Commodity سمجھنے والے رویوں کے خلاف ہیں۔ یہ رویے صدیوں سے عام ہے عورت کو مال غنیمت سمجھنا، ونی وسوار جیسی رسوم کو وہ غیر انسانی قرار دیتی ہیں تو ساتھ ہی مغرب میں جس طرح آزادی کے نام پر عورت کو اشتہاری جنس بنا دیا گیا ہے وہ اس کی بھی مخالفت کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی نظمیں ''مقابلہ حسن'' اور ''اقلیما'' بہت اہم ہیں فہمیدہ کی شاعری میں ایک ایسی عورت ملتی ہے جو اپنے عورت ہونے پر نادم نہیں ہے بلکہ اپنے وجود سے مطمئن و سرشار ہے۔ ان کی شاعری عورت کے شعوری ارتقا کا ایسا سفر ہے جو اس اُمید کے ساتھ مسلسل جدوجہد کر رہی ہے کہ ایک دن یہ دنیا ضرور عورت کو اس کے پورے وجود کے ساتھ تسلیم کرے گی۔

حوالہ جات:

(1) www.ezineartides.com (3-2-2016) (12:00 PM)

☆ لطف النساء امتیاز کا شعر بطور نمونہ ''منہ پہ جب زلف کج خمدار جھکا/ صبح روشن پہ گویا ابر گہر بار جھکا''۔

(2) www.bbc.co.uk/history/historic-figureseliat -george.shtml(7-2-2016)(10:00 AM)

☆ جارج ایلیٹ کے چند اہم ناول:۔
Adam Bede (1859), The Mill of the floss (1860) ,Silas Marner (1861), MiddleMarch (1871-72)

(۳) فاطمہ حسن ڈاکٹر (2007) **زاہد خاتون شروانیہ (ز خ ش) حیات و شاعری کا تنقیدی جائزہ**، انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی، ص271۔

(۴) فہمیدہ ریاض (2005) فیمنزم اور ہم، مشمولہ، **فیمنزم اور ہم**، وعدہ کتاب گھر ص36۔

(۵) فہمیدہ ریاض (2011) **پتھر کی زبان**، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص28۔

(۶) فہمیدہ ریاض (2011) **بدن دیدہ**، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص51۔

(۷) ایضاً ص 143۔

(۸) فہمیدہ ریاض (2011) **دھوپ**، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص235۔